



## سوال

(64) کورٹ میرج

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا کسی بالغ لڑکے اور لڑکی کا ولی کی اجازت کے بغیر عدالت یا پولیس کے سامنے شادی کا اقرار کرنا نکاح کی صحیح دلیل ہے؟ کتاب و سنت کی رو سے واضح کریں۔ (الوجہ۔ لاہور)

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیح السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

شریعت اسلامیہ میں مرد و زن کو بدکاری و فحاشی، عریانی و بے حیائی سے محفوظ رکھنے کے لئے نکاح کی اہمیت انتہائی زیادہ ہے۔ شیاطین اور اس کے چیلے جو مسلمان کے ازلی دشمن ہیں اسے راہ راست سے ہٹانے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ موجودہ معاشرے میں بھی امت مسلمہ میں ان اخلاقِ رذیلہ کو عام کرنے کے لئے مختلف یہودی ادارے اور آزادی نسوان کے نام سے اٹھنے والی تحریکیں اور یہود و نصاریٰ کے تحت اسلامیات کی ڈگریاں لینے والے پروفیسر، جج، اور وکلاء اپنا اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔

اگر کوئی لڑکا اور لڑکی عشقِ معاشقے کی صورت میں گھر سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں تو انہیں پولیس اور نام نہاد عدالتوں کا سہارا مل جاتا ہے۔ وہ اپنی اس غلط محبت کو ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کے بندھن کا روپ دھار لیتے ہیں۔ آج کل نوجوان لڑکیوں کی خود سمری اور گھروں سے فرار اختیار کرنے کی وبا عام ہے بد قسمتی کی بات ہے بعض نام نہاد علماء بھی انہیں سند جواز فراہم کرتے ہیں ان بد قماش اور آوارہ لڑکیوں کی تائید کر کے معزز اور شریف والدین کی بے عزتی اور بے بسی کو نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن اس تاریک دور میں بعض جج ایسے بھی ہیں جو عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر اس بے راہ روی پر قابو پانے کے لئے ایسی لڑکیوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں اور کتاب و سنت کے دلائل کو مد نظر رکھ کر صحیح فیصلہ بھی کر جاتے ہیں۔

مثلاً شیخ پورہ میں قائم خصوصی عدالت برائے انسداد و ہشت گردی کے جج ظہور الحق رانا نے اپنی مرضی سے شادی کرنے والی ایک لڑکی اور اس کے مینہ خاوند کی عبوری ضمانتیں منسوخ کر دیں جس کے بعد پولیس نے اس جوڑے کو گرفتار کر کے پس دیوار زنداں کر دیا اس جج نے اپنے فیصلے میں کہا:

اسلامی معاشرہ ایسی بے راہ روی کی اجازت نہیں دیتا اور یہ بات انصاف کے منافی ہے کہ ایک لڑکی اپنے بوڑھے ماں باپ کو تھانے اور کچھریوں میں رسوا کرے اور خود سمری کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاندان کی بے عزتی کا باعث بنے اور اس کے بوڑھے والدین رور و کر اسے گھر واپس آ جانے کی منتیں کریں۔ (روزنامہ جنگ لاہور 8 اگست 1999 صفحہ نمبر

(2)

لیکن ایسے فیصلے آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ اکثر جج حضرات یہی فیصلے کئے جا رہے ہیں کہ لڑکی اور لڑکا اگر گھر سے راہ فرار اختیار کر کے عدالت کے سامنے یا پولیس کے سامنے ہی ازدواجی زندگی کا اقرار کر لیں تو یہ نکاح صحیح شمار ہوگا جیسا کہ فیصلہ آباد کی پروین اور عمران کیس کی خبر روزنامہ جنگ 20 اگست 1999 صفحہ 16 کالم 6 اوکاڑہ کی عظمیٰ اکبر اور نواز



احمد کس لیس جس کی خبر روزنامہ جنگ لاہور 9 ستمبر 1999ء، قصور کی رخصانہ اور خالد لومیرج لیس 14 ستمبر 1999ء جنگ اخبار لاہور وغیرہ پے درپے کیے بعد دیگرے ایسے بے شمار فیصلے ہوئے ہیں جس کو پڑھ کر ایک سادہ مسلمان بھی کف افسوس ملتا ہے کہ کلمہ توحید کے نام پر حاصل ہونے والے ملک میں اسلام کا یہ مذاق کتاب و سنت میں بے شمار ایسے دلائل موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نکاح باطل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا تَعْبُدُوا اللَّهَ وَنَحْنُ مُسْلِمُونَ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ... ۲۲۱ ... سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

"اور مشرکین کو نکاح کر کے نہ دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔ البتہ غلام مومن مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ مشرک تمہیں لہجھا ہی لگے۔"

امام قرطبی فرماتے ہیں:

"فی بدۃ الآیہ یولئٰلٰہی بالفض علیٰ ان لا نکاح الا بولی"

(تفسیر قرطبی 3/49)

یہ آیت اس بارے میں نص ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں کو خطاب کیا ہے کہ تم مشرک مردوں کو اپنی عورتیں نکاح کر کے نہ دو ہاں اگر وہ اسلام قبول کر کے مومنین میں شامل ہو جائیں تو تم ان کو اپنی بیچیاں نکاح میں دے سکتے ہو۔

قرآن حکیم کے اس انداز بیان سے واضح ہو رہا ہے کہ مسلمان عورت نکاح کا معاملہ از خود طے نہیں کر سکتی بلکہ اس کا نکاح اس کے ولی کی وساطت سے ہی انجام پائے گا۔

امام ابو حیان اندلسی فرماتے ہیں:

"وقد استدلل بہذا الخطاب علی اللولایۃ فی النکاح وان دلک نص فیہا" (تفسیر البحر المحیط 2/165)

اس خطاب سے استدلال کیا گیا ہے کہ نکاح میں ولی کی اجازت ضروری ہے اور یہ آیت اس مسئلے میں نص کی حیثیت رکھتی ہے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بدایۃ الخطاب للاولیاء والولیاء" (المحلی 9/421)

"یہ خطاب عورت کے اولیاء کو ہے نہ کہ عورتوں کو۔"

علامہ رشید رضا مصری فرماتے ہیں:

"والتعیر تنکح او تنکح (و فتح النساء و صنما) یشر بان الرجال ہم الذین یروجون النفسم و یروجون النساء اللواتی یتولون امر من وان المرأۃ لا تزوج نفسها بالاسنتکال والابد من الولی"

(تفسیر النار 2/351)

"پہلے تنکح (تا کے زبر کے ساتھ) اور دوسرے تنکح (تا کی پیش کے ساتھ) تعبیر کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مرد ہی اپنا اور اپنی زیر ولایت عورتوں کا نکاح کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور عورت مرد کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح از خود نہیں کر سکتی اس لئے کہ ولی کی اجازت ضروری ہے۔"





عدالت یا پولیس یا کسی ثالثی کو نسل میں جا کر نکاح کروالے اسے چاہئے کہ اپنا نکاح اپنے اولیاء کے ذریعے کروائے۔

ایسی بے راہ روی اور خود سری کی اسلام میں اجازت نہیں اور نہ ہی ولی کے بغیر نکاح کی تجاؤش اسلام میں ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے احوال پر رحم فرمائے انہیں عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشے۔

حدا معذی واللہ اعلم بالصواب

## آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد 3 - کتاب النکاح - صفحہ 334

محدث فتویٰ